حاصلاتِ تعلم — اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ کہانی اپنے لفظوں میں بیان کریں گے۔
۲۔ کہانی لکھنے کے اسلوب کو سمجھیں گے۔
۳۔ نئے الفاظ کا استعمال کریں گے۔
۴۔ روزمرّہ اور محاوروں کے بارے میں جانیں گے۔

نیکی کا بدلہ

پرانے زمانے کی بات ہے' ایران کی سرزمین میں ایک شہر آباد تھا جس کا نام راوند تھا۔ اس شہر میں مہریار نامی ایک سوداگر رہتا تھا۔ شہر کے لوگ مہریار کی بڑی عزت کرتے تھے۔ وہ معاملے کا بہت کھرا تھا' سچ بولتا تھا اور ہر ایک سے نرمی' پیار اور محبت سے پیش آتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حج کا مہینہ نزدیک آرہا تھا۔ شہر میں بہت سے لوگ حج کے لیے جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ مہریار کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی دولت دی ہے، میرا بھی فرض ہے کہ اس دولت میں سے کچھ روپیا نکال کر اس نیک کام پر خرچ کروں۔ یہ سوچنے کے بعد وہ گھر آیا اور سفر پر روانہ ہونے کے لیے تیاری کرنے لگا۔ اس زمانے میں ہوائی جہاز تھے' نہ ریل گاڑیاں۔ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہوتے اور قافلے بنا کر چلتے تھے۔

راوند شہر سے بھی حاجیوں کا ایک قافلہ حج کے لیے تیار ہوا اور مہریار بھی اسی قافلے کے ساتھ مکہ جانے کے لیے روانہ ہوا۔ راستے میں اخراجات کے لیے ایک ہزار اشرفیاں اپنی کمر سے باندھ لیں۔ حاجیوں کا یہ قافلہ آہستہ آہستہ چلتا گیا۔ راستے میں تھوڑی دیر کے لیے کہیں رکتا اور پھر آگے روانہ ہو جاتا۔

چلتے چلتے قافلہ ایک بڑے شہر پہنچا۔ یہاں قافلے والوں نے دو تین دن ٹھہرنے کا فیصلہ کیا تاکہ آرام کرلیں اور گھوم پھر کر شہر کی سیر بھی کرلیں۔

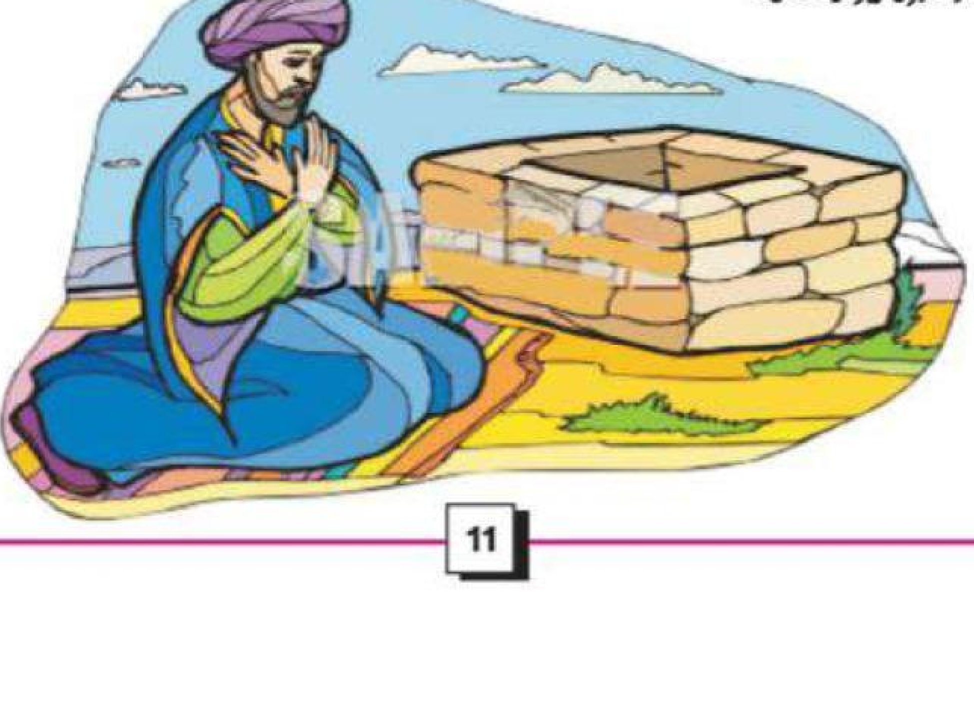

LIVEWORKSHEETS

ایک دن مہریار جب شہر سے باہر نکلا تو کچھ فاصلے پر پتھروں اور اینٹوں کے ڈھیر لگے تھے' جیسے اُجڑے ہوئے شہر کے کھنڈر ہوں۔ وہ اُس طرف چل پڑا۔ قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بوڑھی عورت میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے کچرے کے ڈھیر کو کُرید کُرید کر دیکھ رہی ہے' جیسے کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہو۔

مہریار ایک طرف کھڑا ہو کر یہ تماشا دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد کوڑے میں سے ایک مردہ مرغی مل گئی۔ بڑھیا نے مرغی کو جھاڑا پونچھا اور صاف کرنے کے بعد ایک چادر میں چھپا کر چل پڑی۔

مہریار بہت حیران ہوا کہ یہ بڑھیا اس مردہ مرغی کا کیا کرے گی۔ اسی خیال میں وہ آنکھ بچا کر بڑھیا کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ بڑھیا ایک پرانے اور خستہ مکان کے سامنے آ کر رک گئی اور پھر دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔ دروازے کا کھلنا تھا کہ تین چار بچے اُس سے لپٹ گئے اور بولے۔

''امی جان! امی جان!! ہمارے کھانے کے لیے کیا لائی ہو؟''

''بچو! صبر کرو' تمھارے لیے مرغی لائی ہوں۔ کھاؤ گے تو مزا آ جائے گا۔'' یہ کہہ کر بوڑھی عورت نے اپنا منھ دوسری طرف کر لیا' تاکہ اس کی آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو اس کے بچے نہ دیکھ لیں۔

مہریار نے یہ حالت دیکھی' تو اس کا دل دہل گیا۔ اس نے سوچا' ماں کی ممتا بھی کیا چیز ہے! یہ غریب بڑھیا اپنے بھوکے بچوں کے لیے اللہ جانے کیا کیا جتن کرتی ہوگی! یہ سوچ کر مہریار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اُس نے بڑھیا کے ایک ہمسائے سے پوچھا:

''بھائی صاحب! آپ کے ساتھ والے مکان میں جو بوڑھی عورت رہتی ہے' یہ کون ہے؟''

ہم سائے نے بتایا: ''یہ بڑھیا بڑی نیک اور پاک باز عورت ہے' بہت غریب ہے بے چاری' لیکن بڑی محنت اور مشقت سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہے۔''

مہریار نے دل میں سوچا' ایسی غریب عورت کی مدد کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ یہ سوچ کر وہ بڑھیا کے پاس آیا اور تمام اشرفیاں نکال کر بڑھیا کے سامنے رکھ دیں اور کہا:

''بڑی بی! تمھاری یہ امانت کافی عرصے سے میرے پاس پڑی ہے' واپس دینے آیا ہوں۔''

بڑھیا اُسے دیکھ کر بہت حیران ہوئی اور بولی:

''میری کوئی امانت نہیں' بلکہ میں تو تمھیں جانتی بھی نہیں' میں یہ کیسے لے لوں؟''

دونوں میں بہت دیر تک بحث ہوتی رہی۔ مہریار اصرار کرتا رہا اور بڑھیا متواتر انکار کرتی رہی۔ آخر مہریار نے تنگ آ کر بڑھیا سے کہا:

LIVEWORKSHEETS